توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا   ہے تجھ میں مکر جانے کی عادت تو مکر جا
مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر   ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

اب یہ فیصلہ کرنا عہد حاضر کے انسان کا کام ہے کہ وہ "مردِ قلندر" بننا چاہتا ہے یا "فوق البشر" انسان وَمَاعَلَینَا اِلَّاالْبَلَاغُ

احادیث نبوی کا شاندار ذخیرہ

ترجمان السنہ

چار جلدوں میں

ترجمان السنہ حدیث شریف کی ایک لاجواب کتاب ہے جس کے ذریعے سے فرمودات نبوی کا نہایت اہم اور مستند و معتبر ذخیرہ نئے عنوانوں اور نئی ترتیب کے ساتھ عام فہم زبان میں منتقل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں احادیث نبوی کے صاف و سلیس ترجمہ کے ساتھ تمام متعلقہ مباحث کی دلپذیر تشریح و تفسیر کی گئی ہے اور اس تشریح میں سلف صالح کی پیروی کے ساتھ جدید ذہنوں کی بھی پوری پوری رعایت کی گئی ہے۔

قیمت مکمل چار جلدیں غیر مجلد — ۷۰۰ روپے * مجلد — ۸۲۰ روپے

منگوانے کا پتہ

ندوۃ المصنفین   4136 - اردو بازار دہلی۔٦

دوسری قسط

زمینداری اور جاگیرداری کا

تاریخی پس منظر

از جناب مولوی تقی الدین صاحب بہاری

قطائع

خلافتِ راشدہ میں ایک قسم ان آراضی کی ملتی ہے جو مفادِ عامہ کے پیش نظر خلافت کی جانب سے لوگوں کو دی جاتی تھیں جس کو کلام عرب میں "قطائع" کہتے ہیں۔

اس انتظام کی دو صورتیں رائج تھیں۔

(۱) کاشت کے لئے کسی کو زمین دی جاتی اور وہ خود کاشت کرتا۔

(۲) اگر مفادِ عامہ کی کوئی خدمت سپرد ہونے کی بناء پر وہ کاشت نہ کر سکتا تو دوسرے کے ذریعہ کاشت کرواتا اور آمدنی یا پیداوار میں دونوں شریک ہوتے۔

خلافت کی جانب سے اس عطیہ کی کبھی تو یہ شکل ہوتی کہ صرف زمین کی منفعت کا مالک بنادیا جاتا نفس زمین پر کسی قسم کے تصرف بیع، ہبہ وغیرہ کا اختیار نہ ہوتا اور کبھی زمین کی ذات اور منصب منفعت دونوں کا مالک بنادیا جاتا۔ اس صورت میں ہر قسم کے تصرف بیع، ہبہ وغیرہ کے اختیارات بھی حاصل ہوتے تھے لیکن قطائع کی کوئی شکل بھی سرکاری قانون اور ٹیکس سے مستثنیٰ نہ تھی بلکہ اجتماعی مفاد کے پیش نظر خلیفہ کے اختیارات بہ نسبت دوسری زمینوں کے قطائع پر

زیادہ تھے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے بہت سے ایسے قطائع تک واپس لے لئے۔ جو پیغمبر اسلام نے اپنے جلیل القدر صحابیوں کو عطا فرمائے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا دینا بھی مفادِ عامہ کے پیش نظر تھا اور فاروق اعظم کا واپس لینا بھی اسی مقصد کی ترجمانی کر رہا تھا۔

اس بحث کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زمانۂ خلافت کے قطائع کی اصل حقیقت واضح ہو سکے اور یہ معلوم ہو سکے کہ بعد میں اس کی اصل صورت کس قدر مسخ ہوئی۔ اور اب اس لفظ کو موجود زمینداری اور جاگیر داری کی حمایت میں کس بُری طرح آلۂ کار بنایا جا رہا ہے۔

قطائع کی تعریف

خلافت راشدہ میں قطائع کی جو نوعیت تھی اس کے پیش نظر اس طرح تعریف کی جاسکتی ہے "مفاد عامہ کے پیش نظر غیر آباد زمین کو آباد کاری کے لئے کسی کو دینا اور حسب حاجت و مصلحت سرکاری ٹیکس وصول کرنا۔"

چنانچہ اس کی تائید فقہاء متقدمین کے اس قول سے ہوتی ہے

الاقطاع اعطاء الارض للا حیا سواء و جب فیه العشاء او الخراج[۱]	"اقطاع" کسی آباد کاری کے لیے زمین دینا چاہے اس میں عشر واجب ہو یا خراج

ذیل کی تصریحات سے بھی کسی حد تک اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس بارے میں علامہ مقریزی کلام عرب کا یہ محاورہ نقل کرتے ہیں۔

القطعه نهرا و ارضا اباح له ذلك[۲]	نہر اور زمین قطیعہ دیا یعنی اس کے لیے مباح کر دیا

بدر الدین عینیؒ شارح بخاری کہتے ہیں:

قطائع "قطیعہ کی جمع ہے خلیفہ کے قطیعہ دینے کی یہ شکل ہے کہ جس شخص میں اہلیت دیکھے اللہ کے اموال میں سے کچھ حصہ خلافت کی جانب سے اس کو عطا کرے۔ اکثر اس لفظ کا استعمال زمین کے بارے میں

[۱] فیض الباری للعلامہ انور شاہ کشمیری ج ۳ ص ۳۰۸ [۲] کتاب الخطط للمقریزی ج ۱ ص ۱۵۴

آتا ہے اور اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو زمین کی ذات اور منفعت دونوں کا مالک بنادیا جائے یا صرف منفعت کا مالک بنادیا جائے ذات کا نہیں [1]

قاضی ابو بکر بن عربی شارح ترمذی کہتے ہیں :

"اقطاع" ہبہ ہے جس میں ایک کا حصہ دوسرے شرکاء سے جدا کردیا جاتا ہے کیونکہ آراضی میں تمام لوگ شریک ہیں [2]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کہتے ہیں :

"خلیفہ کو قطیعہ دینا جائز ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا تو زمین کا مالک بنادے یا مالک نہ بنائے صرف انتفاع کا موقع دے [3]

ان تمام تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "قطائع" کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی شخص کو آبادکاری کے لئے خلافت کی جانب سے آراضی دی جائے۔

کس قسم کی آراضی دی جاتی تھیں

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین قسم کی آراضی ایسی ہوتی تھیں جو خلافت کی جانب سے بطور قطیعہ دی جاتی تھیں۔

(۱) بنجر زمین جو ہمیشہ سے غیر مزروعہ اور غیر آباد چلی آتی تھیں۔ ان کی ویرانی اور سختی دیکھ کر عام لوگوں کو انہیں قابل کاشت بنانے کی ہمت نہ ہوتی تھی، خلافت نے ایسی زمینوں کی طرف توجہ کی اور انہیں قابل کاشت بنانے کے لئے لوگوں میں تقسیم کردی چنانچہ "نقیع" میں جو زمین حضرت زبیرؓ کو دی گئی تھی وہ اسی زمین سے تھی۔ [4]

(۲) افتادہ زمین جو قابل زراعت ہونے کے باوجود کسی وجہ سے زیر کاشت نہ ہو۔

اس میں تمام وہ زمینیں شامل تھیں جو بستیوں کے اجاڑ ہو جانے کے بعد بے کار پڑی تھیں اور کوئی آباد کرنے والا نہ رہا۔

مدینہ کی وہ زمینیں بھی اسی میں شامل تھیں جو آبپاشی کی دشواری کی وجہ سے پیغمبر اسلام کے حوالہ کردی گئیں تھیں۔ بلال بن حارث کو رسول اللہ نے "وادی عقیق" اسی زمین سے عطا فرمائی تھی۔

[1] عمدۃ القاری ج ۶ ص ۳۶ [2] عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۵۰ [3] فیض الباری [3] مسعودی ص ۲۰۵ [4] الاحکام السلطانیہ ص ۱۸۳

(۳) خالصہ (سرکاری) زمین ۔ مفتوحہ علاقہ کی تمام وہ زمینیں جو خلافت کے لئے "خالصہ" قرار دی جاتی تھیں جن کی تفصیل یہ ہے

(ا) جن آراضی کے مالک جنگ پر مارے جاتے۔

(ب) یا بھاگ جاتے۔

(ج) شاہی جاگیریں جو بادشاہ کے صرف خاص کے لئے خالصہ ہوتی تھیں۔

(د) شاہی خاندان اور افسران کی جاگیریں۔

(ہ) ترائی، جھیلیں، جھاڑیاں وغیرہ۔

یہ اور اسی قسم کی تمام وہ زمینیں جن پر چند افراد قابض ہو کر عیش کرتے تھے اور اسلام کے بعد ان کا کوئی مالک اور آباد کرنے والا نہ رہتا تھا خلافت کے لئے "خالصہ" ہو جاتی تھیں۔[۲]

ابو عبید "خالصہ" کی تفصیل بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :

فلم یبق بھا ساکن و لا لھا عامر مکان حکمھا الی الامام[۳]	مذکورہ آراضی میں نہ کوئی رہنے والا تھا اور نہ آباد کرنے والا اس لیے ان کا معاملہ خلیفہ کے سپرد تھا (خالصہ ہو گئی تھیں)

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں :

وذلک بمنزلۃ المال الذی لم یکن لا حد و لا فی ید احد[۴]	اس زمین کی حیثیت اس مال جیسی تھی جو نہ کسی کا ہو اور نہ کسی کے قبضہ میں ہو۔

حاصل یہ ہے کہ زمانۂ خلافت میں انہی آراضی سے "قطائع" دئے جاتے تھے جو کسی کے قبضہ میں نہ ہوں نہ ان کا کوئی مالک اور وارث ہوتا۔ کسی کے آباد کرنے کا کوئی نشان نہ ہوتا اور نہ ایسی زمین ہوتی جو قانوناً کسی کو نہ دی جا سکتی تھی مثلاً چراگاہ، جنگل، نمک کی جھیل وغیرہ اور نہ ایسی ہوتی جس میں کسی کا نقصان ہوتا۔[۵] ایسی زمینوں کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں یا تو پڑی رہتیں اور مفاد عامہ جو زمین سے متعلق ہیں پامال ہوتے رہتے اور یا وہ صورت اختیار کی جاتی جو مفاد عامہ کے لحاظ سے مناسب اور بہتر ہوتی خلافت نے نفع خلق کے پیش نظر دوسری صورت اختیار کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ زمانۂ خلافت میں تمام بنجر و افتادہ زمینیں آباد ہو گئی تھیں اور

---

[۱] الاموال ص ۲۸۲ [۲] الاموال ص ۲۸۲ والخراج ص ۵۷ و ص ۵۸ [۳] الاموال ص ۲۸۲ [۴] الخراج ۵۷ [۵] الخراج ص ۵۹

آباد شدہ زمینوں سے غلہ اگلنے لگا تھا۔

کس مقصد سے دی جاتی تھیں

"قطائع" دینے کا مقصد زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا اور خلق اللہ کا عام مفاد ہوتا تھا جب تک یہ مقصد پورا ہوتا رہتا خلافت کو کوئی دخل دینے کی ضرورت نہ تھی لیکن اگر اس میں کوتاہی ہوتی یا آراضی کے تنظیم کی اس سے عمدہ صورت سامنے آتی جس میں نفعِ خلق زیادہ معلوم ہوتا تو خلافت کو بے دخل کردینے کا پورا حق تھا۔ چنانچہ تاریخ خلافت میں چند ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں بلا پس و پیش اسی نظریہ کے ماتحت اہل زمین کو بے دخل کردیا گیا تھا۔

چند یہ ہیں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن حارثؓ کو پوری "وادی عقیق" دے دی تھی لیکن وہ اس کا بڑا حصہ آباد نہ کرسکے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے یہ زمین آپ کو اس لئے نہ دی تھی کہ نہ خود آباد کریں اور نہ دوسروں کو آباد کرنے دیں جتنی آپ آباد کرسکتے ہوں اپنے پاس رکھئے اور بقیہ واپس کیجئے حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ کی دی ہوئی زمین کبھی واپس نہ کروں گا آخر حضرت عمرؓ نے آباد شدہ حصہ کو چھوڑ کر بقیہ زمین واپس لے لی۔[۱]

اس موقع پر قابل غور بات یہ ہے کہ بلال بن حارثؓ رسول اللہ کے قریب ترین صحابی تھے اور زمین کا عطیہ خود رسول اللہ نے دیا تھا جس کے ساتھ لگاؤ ہونا فطری بات تھی مگر فاروق اعظمؓ نے مفادِ عامہ کے پیش نظر نہ حضرت بلال جیسے جلیل القدر صحابی کا خیال کیا اور نہ اس جذبہ کا کہ رسول اللہ کا دیا ہوا عطیہ کس طرح واپس لیں۔

یہ واقعہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ خلیفۃ اللہ کے سامنے خلق اللہ کا عام مفاد ہوتا تھا وہ اس کے لئے نہ اپنے بزرگ ساتھیوں کے ساتھ کسی قسم کا ترجیحی سلوک کرنے کے لئے تیار تھا اور نہ محض جذباتی امور سے متاثر ہوکر عام مفاد کو نظر انداز کرسکتا تھا۔

جب رسولؐ کا دیا ہوا عطیہ بلالؓ جیسے بزرگ سے واپس لیا جاسکتا ہے تو دیگر نااہل لوگوں کے پاس سے بیکار زمین واپس لینے میں کیسے غور و فکر کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

(۲) رسول اللہ نے ایک اور شخص کو زمین دی تھی حضرت عمر نے آباد کئے ہوئے حصہ کو

---

[۱] الاموال ص ۲۹۰ و الخراج یحییٰ ص ۹۳

و چھوڑ کر بقیہ زمین واپس لے لی۔[1]

(۳) قوم بجیلہ کا واقعہ اوپر گزر چکا ہے فاروق اعظمؓ نے خالصہ زمین کا کچھ حصہ ان کو دے دیا تھا دو تین سال تک وہ آباد بھی کرتے رہے لیکن جب نفع خلق کے پیش نظر اس سے عمدہ صورت سمجھ میں آئی تو بلا پس و پیش اس کو واپس لے لیا۔

(۴) فاروق اعظمؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کا عام قانون کے تحت مسلمانوں کو زمین جائداد سے بے دخل کر کے وظیفہ مقرر کر دینا اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ حکومتِ الٰہی میں قطائع دینے کا سلسلہ عام مفاد کے پیش نظر اور پیداوار بڑھانے کے لئے تھا جب تک قطائع کے باقی رکھنے میں یہ مقصد پورا ہوتا، باقی رکھے جاتے ورنہ جس صورت کے اختیار کرنے میں نفع خلق زیادہ نظر آتا حتی الامکان ذاتی مفاد کو ملحوظ رکھ کر وہی صورت اختیار کرنے کی پوری گنجایش تھی، اس نظریہ کی مزید وضاحت ان اصولوں سے ہوتی ہے جو قطائع کے بارے میں نافذ تھے۔

کن لوگوں دی جاتی تھیں

حکومتِ الٰہی میں انہی لوگوں کو قطائع دئے جاتے تھے جو کاشتکار تھے یا جن کے ذمہ مفادِ عامہ کی کوئی خدمت سپرد ہوتی تھی۔

اس بارے میں علامہ مقریزی اور قاضی ابو یوسف یہ کلیہ بیان کرتے ہیں:

"پیغمبر اسلام اور آپ کے جانشینوں نے انہیں لوگوں کو قطائع دیئے تھے جن کے دینے میں ملک و ملت کی بھلائی تھی۔"[2]

علامہ بدر الدین عینیؒ کہتے ہیں۔

"خلیفہ کے قطائع دینے کی شکل یہ ہے کہ اللہ کے مال سے ان لوگوں کو "عطایا" دے جس میں ان کی اہلیت دیکھے۔"[3]

ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جن لوگوں میں آبادکاری اور کاشتکاری کی صلاحیت ہوتی۔

(۲) جن کے ذمہ مفادِ عامہ کی کوئی خدمت سپرد ہوتی۔

(۳) فوجی اور وہ تمام لوگ جو ملک و قوم کی حفاظت پر مامور ہوتے۔

---

[1] الخراج یحیٰی ص ۸۷ [2] عینی ج ۶ ص ۳۶ [3] مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو الخراج لابی یوسف ص ۶۱، ۶۲، ۶۰

(۴) نو مسلموں کو تالیفِ قلوب کے لئے ۔ بسا اوقات لوگ اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو نادار اور محتاج پاتے تھے۔ گذر بسر کی کوئی شکل نہ رہ جاتی تھی۔ ایسی صورت میں خلافت "قطائع" دے کر ان کو کسبِ معاش کے قابل بناتی تھی۔ تاکہ دوسروں کی دست نگری سے محفوظ رہ کر آزادانہ اپنی صلاحیتوں کو نشو و نما دے سکیں۔ نو مسلموں کے ساتھ اس حسنِ سلوک کو دیکھ کر غیر مسلموں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ملتا اور اسلام قبول کرنے کے لئے راہیں کھلتی تھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ خلافت کے سامنے "قطائع" کا مقصد خلق اللہ کے لئے زیادہ پیداوار حاصل کرنا تھا اس لئے عام طور سے انہیں لوگوں کو دئے جاتے جو زمین کو زیر کاشت لا کر پیداوار بڑھا سکتے تھے اور اسی وقت تک باقی رکھے جاتے جب تک مقصد اجازت دیتا تھا۔

اسی بناء پر قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں:

ولولا ذلك لم يا توه و لم يقطعوا حق مسلم و لا معاهد

اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو رسول اللہ اور خلفا کسی کو کسی مسلمان یا معاہد کا حق نہ دیتے کیونکہ زمین میں سب شریک ہیں۔

کتنی مقدار دی جاتی تھی

اس سلسلہ میں تاریخِ خلافت کا مطالعہ کرنے سے پہلے بنیادی طور پر چند باتیں پیش نظر ہونی چاہئیں۔

(۱) بنجر و افتادہ آراضی بکثرت تھیں اور آباد کرنے والے کم تھے۔

(۲) پیداوار آج کے مقابلہ میں نہایت ہی کم تھی خصوصاً عرب کی زمینوں کی۔

(۳) رسول اللہؐ اور صدیق اکبرؓ کے زمانۂ خلافت میں فوجیوں اور دیگر کار پردازوں کی تنخواہیں مقرر نہ تھیں۔

(۴) فاروق اعظمؓ نے تنخواہوں اور وظیفوں کا باقاعدہ انتظام کیا۔

(۵) تنخواہ مقرر ہونے کی صورت میں مفادِ عامہ کی خدمت کرنے والے لوگ خدمت چھوڑ کر خود کاشت کرتے یا زمین کاشتکاروں کے حوالہ کر کے پیداوار یا آمدنی میں دونوں شریک ہوتے۔

(۶) تنخواہوں اور وظیفوں کے مقرر ہو جانے کے بعد فاروق اعظمؓ نے مسلمانوں کی زمین و جائداد کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا قابل غور ہے۔

مزید وضاحت کے لئے چند واقعات یہ ہیں۔

(۱) ابو بکر صدیقؓ نے حضرت طلحہؓ کو قطیعہ عطا فرمایا اور چند لوگوں کو گواہ بنا کر حکم نامہ ان کے حوالے کر دیا گواہوں میں حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت طلحہؓ جب دستخط کرانے کے لئے عمرؓ کے پاس آئے تو یہ کہہ کر دستخط سے انکار کر دیا۔

هذا اکله لك دون الناس — کیا یہ سب تمہیں ہی مل جائے اور دوسرے محروم رہیں۔

پھر طلحہؓ غصہ میں بھرے ہوئے ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا

والله ما اوری انت الخلیفة ام عمر — واللہ میں نہیں جانتا کہ کون خلیفہ ہے آپ ہیں یا عمر

ابو بکرؓ نے فرمایا بل عمر بلکہ عمر ہیں

الغرض عمرؓ کی مخالفت کی وجہ سے فرمان صدیقی رد ہو گیا۔[1]

(۲) حضرت عینیہؓ کو صدیق اکبرؓ نے "قطیعہ" دیا جب دستخط کے لئے عمر کے پاس آئے تو انہوں نے دستخط کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ لکھے ہوئے کو بھی مٹا دیا۔ عینیہؓ دوبارہ ابو بکر کے پاس آئے اور دوسرا حکم نامہ لکھنے کی درخواست کی

والله لا اجد و شینا رده عمر[2] — خدا کی قسم وہ کام دوبارہ نہ کروں گا جس کو عمرؓ نے رد کر دیا ہو

باقی رہی یہ بات کہ حضرت عمرؓ نے دستخط سے کیوں انکار کیا جب رسول اللہؐ ابو بکرؓ اور خود عمرؓ سے "قطیعہ" دینا ثابت ہے اس کی وجہ حضرت عمرؓ نے خود ہی ان الفاظ میں بیان کر دی تھی کہ:

اهذا کله لك دون الناس — کیا یہ سب تجھے ہی مل جائے اور دوسرے محروم رہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ صدیق و فاروق دونوں کا ایک مقصد تھا یعنی "قطائع" دے کر زمین کو زیر کاشت لانا تاکہ خلق اللہ کو زیادہ سے زیادہ غذا مہیا ہو سکے مگر یہ بات بھی ہر وقت ملحوظ رہتی تھی کہ زمین صرف چند افراد کے ہاتھوں میں پڑ کر ان کے لئے عیش و آرام طلبی کا سامان نہ بن جائے یا بیکار

---

[1] الاموال ص ۲۸۳ [2] الاموال ص ۲۸۳

نہ پڑی رہے اس لئے یہ احتیاط ضروری تھی کہ صرف ان لوگوں کو زمین دی جائے جو اہل تھے اور اتنی دی جائے جتنی وہ استعمال کر سکتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومتِ الٰہی میں کسی فرد کو نہ تو بے کار رہنے دیا جاتا اور نہ دوسرے کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر عیش و عشرت کا موقع ملتا تھا۔

اگر کسی فرد میں کاشتکاری کی اہلیت اور صلاحیت ہوتی تو آراضی اس کے حوالہ کر کے خلق اللہ کی خدمت پر مامور کر دیا جاتا اور اگر دیگر مفادِ عامہ کے لئے موزوں ہوتا تو اتنی مقدار زمین دی جاتی کہ دوسروں سے کاشت کرا کے خدمت کے فرائض اطمینان کے ساتھ انجام دے سکے۔ ایسی صورت میں کاشتکار اپنی صلاحیت کے مطابق خدمتِ خلق کرتا تھا اور صاحبِ زمیں اپنی صلاحیت کے مطابق اس فرض کو انجام دیتا تھا۔

اسی بناء پر بدرالدین عینیؒ کہتے ہیں۔

يجوز للجندى الذى يقطع له ان يو جرما اقطع له	فوجی کے لیے اپنے قطائع کو کرایہ پر دینا جائز ہے

اور شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں۔

ولا يقطع الا قدرايتاتى العمل عليه[1]	ایسی مقدار قطیعہ دیا جائے جس پر کام کرنا آسان ہو

پھر کہتے ہیں:

امام را باید کہ اقطاع کند بقدر حاجت[2]

قطائع اور سرکاری ٹیکس

زمانۂ خلافت میں "قطائع" سرکاری ٹیکس اور قانون سے مستثنیٰ نہ تھے بلکہ خلیفہ کے اختیارات بہ نسبت دیگر آراضی کے "قطائع" میں زیادہ وسیع ہوتے تھے۔

جیسا کہ قاضی ابو یوسفؒ کہتے ہیں۔

"قطائع" اگر عشری زمین سے دیئے گئے ہیں تو عشر واجب ہوگا، خراجی زمین سے دیئے گئے ہیں تو خراج واجب ہوگا[3]

---

[1] عمدۃ القاری ج ۶ ص ۳۶ [2] مسوئی ص ۴۰۵ [3] مصفّی ص ۴۰۵